حیوانات کے حقوقِ کفالت کا اسلامی تصوّر

Islamic concept of Animal's care

*ڈاکٹر مفتی عمران الحق کلیانوی بخاری　　　　**ڈاکٹر گل ناز نعیم

Abstract

Islam has extended its teachings to every scope of life extensively. In particular, the extent to which Islam has reached in regards to the rights of others upon an individual is unmatched in any other religion. Therefore animal-kind, that has been created to serve the humans, have also been given due importance towards their rights. This is evident from the fact that Islam has named the second and largest chapter of the Quran after the name of an animal, 'The Cow'. Within the Quran Allah has talked about animals at several other points, such as, extending an invitation to observe the Camel, Allah the most High has said:

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔

Translation: Do they not ponder over the Camel as in how it has been created. In essence, at multiple points has the Quran shed extensive light upon animals, and Islamic teachings have a very clear vision about the rights of animals upon humans.

Key Word:

نفقہ ۔۔۔ حیوانات ۔۔۔ جاندار ۔۔۔ کفالت ۔۔۔ مویشی ۔۔۔ پالتو ۔۔۔ جانور ۔۔۔ حقوق

*۔ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وسنۃ، جامعہ کراچی

**۔ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز، بنظیر یونیورسٹی، کراچی

حیوانات کے حقوق

اسلام نے اپنی تعلیمات کا دائرہ کار ہر شعبہ میں وسیع طور پر پیش کیا ہے اور خصوصاً حقوق کے معاملہ میں جتنا اسلام باریک بین ہے دوسرے مذاہب کو اس کی ہوا تک نہیں لگی۔ چنانچہ حیوانات جو کہ انسانی خدمات کیلئے پیدا کئے گئے ہیں، اسلام نے ان کو بھی اہمیت دی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کی سب سے بڑی اور دوسری سورت کا نام گائے کے نام پر رکھا گیا ہے، یعنی ''البقرہ'' اس کے علاوہ جگہ جگہ اللہ نے چوپایوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اونٹ کی طرف دعوت نظارہ دیتے ہوئے فرمایا ہے:

اَفَلَا یَنۡظُرُوۡنَ اِلَی الۡاِبِلِ کَیۡفَ خُلِقَتۡ۔ (۱)

''بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر کہ کیسے بنائے گئے ہیں''

غرضیکہ قرآن میں متعدد مقامات پر مختلف مویشیوں کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے جو کہ حیوانات کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں۔

حیوانات کا معاشی تکافل

اللہ پاک نے تمام مخلوق کو پیدا فرمانے کے بعد اس کے معاش کا انتظام اپنے ذمہ لیا، یعنی معاش کا سامان مہیا کرنا خالق کا کام ہے اور اس کا اپنی ضرورت کے مطابق حاصل کرنا مخلوق کا کام ہے۔ اللہ پاک کا وعدہ ہے:

وَمَامِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزۡقُهَا۔ (۲)

''اور کوئی نہیں چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہے اس کی روزی''

یعنی زمین پر چلنے والا ہر جاندار جسے رزق کی احتیاج لاحق ہو، اس کو روزی پہنچانا خدا نے محض اپنے فضل سے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ جس قدر روزی جس کیلئے مقدر ہے، یقیناً پہنچ کر رہے گی۔ لہٰذا تمام جانداروں کی حسب استعداد غذا اور معاش مہیا کرنا حق تعالیٰ کا کام ہے۔ لہٰذا یہاں سے معلوم ہوا کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو حیوانات کے معاشی تکافل کا ضامن ہے جبکہ دیگر مذاہب نے انسانوں کا کوئی نظام کفالت نہیں دیا تو حیوان کا کیا دینگے۔

آزاد جانوروں کے نفقہ کا ثواب

حیوانات دو قسم کے ہیں، ایک تو وہ جو اپنی ملکیت میں ہوں، جیسے گائے، بیل، اونٹ وغیرہ۔ دوسرے وہ ہیں جو آزاد جانور ہیں۔ مثلاً پرندے ہیں، کتے، بلیاں وغیرہ کہ ہماری ملکیت میں نہیں ہیں لیکن بھوکے پیاسے ہیں تو ان دونوں قسم کے حیوانوں کا حکم تفصیل سے ہمیں حدیث وفقہ میں ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری المزارعۃ کا آغاز جس حدیث سے کیا ہے، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ما من مسلم یغرس غرساً او یزرع زرعاً فیأ کل منه طیرا او انسان او بهیمة الّا کان له صدقه۔ (۳)

"کوئی بھی مسلمان جو باغ بانی کرے یا کاشتکاری کرے اور اس سے کوئی پرندہ، یا انسان، یا چوپایا کھالے تو یہ اس مالک کیلئے صدقہ ہے"

اس حدیث شریف سے عمومی طور پر تینوں قسم کے حیوانات پرندہ، انسان اور چوپایا سب کیلئے وضاحت سے معلوم ہو گیا کہ ان کو اپنی کھیتی باڑی سے کھلانا ثواب ہے۔ کیونکہ طبعی طور پر انسان کو ایک تکلیف ہوتی ہے کہ میرے باغ سے کوئی کچھ نہ کھائے۔ لیکن اس کے باوجود اضطراری طور پر وہ مجبور ہوتا ہے کہ چرند، پرند باوجود اس کے نہ چاہنے کے پھر بھی کھاتے پیتے ہیں تو اس میں تسلی ہے کہ ان کا کھانا پینا بھی اجر و ثواب کا ذریعہ ہے اور اختیار میں ہوتے ہیں ہوئے بھی نہ کھلانا سخت عذاب کا باعث ہے۔

حضرت ابن عمرؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ایک عورت کو محض اس لئے عذاب ہوا کہ اس نے ایک بلی کو قید کیا جس کی وجہ سے وہ مر گئی، اس عورت نے اس بلی کو کچھ کھانے پینے کو نہ دیا اور نہ ہی اس بلی کو آزاد کر دیا کہ وہ خود کچھ کھا پی لے تی۔

اس کے بر خلاف حضرت ابو ھریرہؓ سے مرفوع روایت ہے کہ ایک شخص راستہ پر چلا جا رہا تھا، اسے سخت پیاس لگی، اسے ایک کنواں مل گیا، وہ اس کنویں میں اترا اور پانی پی کر باہر نکلا، اس نے دیکھا کہ ایک کتا کھڑا ہوا ہانپ رہا ہے۔ اس نے سوچا کہ جیسے مجھے پیاس لگ رہی تھی، اسی طرح اس کتے کو بھی لگ رہی ہے۔ لہٰذا یہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا اور منہ سے پکڑا اور اوپر آکر کتے کو سیراب کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر افزائی فرماتے ہوئے اس کو بخش دیا، یہ قصہ سن کر صحابہ کرامؓ کہنے لگے:

وانّ لنا فی البهائم اجرا؟

کیا چوپایوں (کو کھلانے پلانے) میں بھی ثواب ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

فی کلّ ذات کبد رطبة اجر۔ (۴)

کہ ہر جگر تر والی مخلوق (کو کھلانے پلانے) میں ثواب ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ ایک اونٹ کے پاس سے گزرے جس کی کمر اس کے پیٹ سے چپکی ہوئی تھی تو اس کی لاغری دیکھ کر آپ ﷺ نے فرمایا:

اتّقوا اللہ فی ھٰذا البھائم العجماء فارکبوھا وکلوا لحمھا صالحۃ۔ (۵)

''یعنی ان چوپایوں کے متعلق اللہ سے ڈرو، ان پر سواری کرو، تو اچھی حالت میں اور گوشت کھاؤ تو اچھی حالت میں''

آپ ﷺ ہی کا ایک اور واقعہ ہے کہ آپ ﷺ ایک مرتبہ ایک انصاری صحابیؓ کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ موجود تھا اس نے جب آپ کو دیکھا تو رونے لگا اور اس کے آنسو بہنے لگے۔ آپ ﷺ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو وہ چپ ہو گیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے! تو انصار کے ایک نوجوان نے عرض کیا کہ یہ میرا اونٹ ہے، تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

افلا تتقی اللہ فی بھیمۃ الّتی ملك اللہ ایّاہ فانّہ شکا الیّ انّك تجیعہ۔ (٦)

یعنی ان چوپایوں کے معاملہ میں تم اللہ سے نہیں ڈرتے، جنہیں اللہ نے تمہاری ملکیت میں دے دیا۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے، تم اس کو بھوکا رکھتے ہو۔

اسلم کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تازہ مچھلی کھانے کو میرا جی چاہتا ہے۔ چنانچہ آپ کے غلام یرفاء نے اونٹنی کو دوڑایا اور مچھلی خرید کر لایا اور پھر اونٹ کو نہلایا، اس کے بعد حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھہرو ذرا ہم اونٹ کا معائنہ کر لیں۔ آپؓ نے اونٹ کے کان کے نیچے کا پسینہ دیکھ کر فرمایا، تم اسے دھونا بھول گئے۔ آہ میں نے اپنی خواہش کیلئے اس غریب اونٹ کو تکلیف دی۔ اس حالت میں بخدا میں یہ مچھلی نہیں کھاؤں گا۔ چنانچہ اونٹ کی تکلیف دہی کے پیش نظر خواہش کی منگوائی ہوئی مچھلی تناول نہیں فرمائی۔ (۷)

یہ صرف حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات کا اثر تھا کہ صحابہ کرامؓ کو حیوانات کی تکالیف کا بھی اس قدر احساس تھا اور ان کے حقوق کی ادائیگی کیلئے کوشاں رہا کرتے تھے۔ سالم بن عبداللہؒ کا بیان ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو تھوڑے دنوں تک حضرت عمرؓ کی خیریت معلوم نہ ہوئی تو ایک عورت جس پر شیطان آتا تھا اس سے پوچھا، اس نے کہا جب شیطان آئے تو اس سے پوچھ لینا۔ چنانچہ اس پر شیطان آیا اور میں نے حضرت عمرؓ کی خیریت پوچھی تو اس آسیب زدہ عورت نے کہا

ان کو اس حالت میں چھوڑ کر آئی ہوں کہ وہ ایک ازار (تہمند) پہنے ہوئے صدقات حکومت کے ایک فارسی اونٹ کو (قطران) کالا تیل مل رہے تھے۔(۸)

حیوانات کی کفالت اور ائمہ فقہ کا نقطہ کا نظر

مذکورہ احادیث وروایات کو دیکھتے ہوئے فقہائے امت نے ان بے زبان جانوروں کے نفقات پر بھی کلام کیا ہے۔ چنانچہ قاضی شوکانیؒ نے بلی والی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ بلی اور اسی طرح جو بھی حیوانات ہیں ان کو بغیر کھانے پینے کے قید رکھنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اس میں اللہ کی مخلوق کو عذاب دینا ہے جبکہ شارع علیہ السلام نے اس سے منع فرمایا ہے۔

دوسرا استدلال یہ ہے کہ اس قسم کی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حیوانات کا نفقہ اس کے مالک پر واجب ہے۔ کیونکہ یہ حیوان اپنے مالک کے ہاتھوں محبوس ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے رزق کیلئے سعی کرنے سے قاصر ہے۔ لہٰذا جب تک یہ مقید ہے، اس کا نفقہ مالک کے ذمہ واجب ہے اور اگر مالک اس کو آزاد کر کے کھانے کیلئے چھوڑے، جہاں اس کو اپنی مطلوبہ خوراک مقدار کفایت میں میسر آسکتی ہے تو مالک سے نفقہ کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔(۹)

اس تفصیل کے بعد یہ اختلاف رونما ہوتا ہے کہ آیا یہ نفقہ حیوان فقط دیانتاً واجب ہے یا قضاءً اور اس حیوان کے نفقہ پر مالک حیوان کو مجبور کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ تو فتاویٰ عالمگیری میں حنفیہ کا مسلک یوں لکھا ہے:

> ومن ملك بهيمة لزمه علفها وسقيها فان امتنع عن ذالك لم يجبر عليه ولايجبر علىٰ بيعها الّا انّه يؤمر ديانة فيما بينه وبين الله تعالىٰ علىٰ طريق الأمر بالمعروف والنّهى عن المنكر امّا بالانفاق وامّا بالبيع۔۔(۱۰)
>
> ”جو شخص کسی حیوان کا مالک ہو تو اس کیلئے لازمی ہے اس کا چارا اور اس کا پانی، اور اگر کوئی یہ خرچہ کرنے سے انکار کرے تو اس کو اس نفقہ پر یا اس جانور کے بیچنے پر مجبور نہیں کیا جائیگا۔ البتہ اللہ اور بندے کے درمیان کے تعلق کی بناء پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے طور پر دیانۃً اس کو یہ حکم دیا جائیگا کہ یا تو اس جانور کا خرچ برداشت کرے یا بیچ ڈالے“

اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک نفقہ حیوان دیانۃً واجب ہے قضاءً نہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ حیوان کی طرف سے کوئی حق وصول کرنے والا نہیں جو اس کیلئے خصومت کر سکے۔ بخلاف غلام کے کہ وہ یہ سب کچھ اپنے حقوق کی وصولیابی کیلئے کر سکتا ہے۔ امام اعظمؒ کے مذہب کی موافقت ابن رشد مالکیؒ نے بھی کی ہے۔(۱۱) فقہاء

احناف میں سے قاضی ابو یوسفؒ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ مالک حیوان پر اپنے حیوان کا نفقہ قضاءً واجب ہے اور اس کی ادائیگی پر مالک کو مجبور کیا جائیگا۔

روی عن ابی یوسف رحمه الله تعالیٰ عنه انّه یجبر علیها۔ (۱۲)

اور آئمہ ثلاثہ یعنی امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ نے اس بارے میں یہی فتویٰ دیا ہے کہ نفقہ حیوانات مالک پر قضاءً واجب ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حیوانات بھی قابل احترام ذی روح مخلوق ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کی بھی حفاظت ایسے ہی واجب ہے جیسے کسی انسان کی۔

امام طحاویؒ اور علامہ ابن الھمامؒ نے آئمہ ثلاثہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

وقال: انّ الحق ما علیه الجماعة ای الائمّة الثلاثة۔ (۱۳)

فقہائے کرام کی ان مختلف فیہ آراء سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مالک کی کیفیت کو دیکھ کر اس کے زمانے کے اعتبار سے اس کے حق میں فیصلہ دیا جائے۔ یعنی اگر مالک متقی آدمی ہے جو سمجھانے سے دیانۃً نفقہ حیوان ادا کرنے لگ جائے یا اس حیوان کے کھانے پینے کیلئے اس کی مناسبت سے کسی جگہ پر چھوڑ دے تو ایسی صورت میں امام اعظمؒ کے قول پر عمل کیا جاسکتا ہے اور اگر مالک تند خو ظالم آدمی ہے کہ وہ پیار و محبت سے نہ سمجھتا ہو تو اس کیلئے قضاء قاضی کی طرف رجوع کیا جائے اور قاضی اس کے نفقہ پر یا بصورت دیگر اس کو فروخت کرنے پر مجبور کرے۔

حیوانات سے متعلق دیگر تعلیمات

مالک حیوان پر اپنے جانور کا چند باتوں میں خیال رکھنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ اگر جانور کو چارہ وغیرہ کم ملنے کی وجہ سے دودھ زیادہ نہ اترتا ہو تو اس کا سب دودھ نکال لینا جس کی وجہ سے اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جائز نہیں۔ اسی طرح اگر اس کا الٹ ہو کہ دودھ نہ نکالنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو تو نہ نکالنا مکروہ ہے۔ اور دودھ نکالنے والے کیلئے مستحب ہے کہ اس کے ناخن کٹے ہونے چاہئیں تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب اس جانور کا بچہ دودھ پی لے اس کے بعد جو اضافی دودھ بچے وہ نکال لے۔ خصوصاً اس صورت میں جبکہ اس کا بچہ دودھ کے علاوہ کوئی دوسرا چارا وغیرہ بھی نہ کھاتا ہو۔ اور جانور کو اس کی طاقت سے زیادہ مشقت دینا اور اس پر بوجھ لادنا بھی مکروہ ہے یا مسلسل اس کو چلاتے رہنا جس کی وجہ سے اس کو آرام نہ ملتا ہو یہ بھی مکروہ ہے۔ (۱۴) ان اصولوں کی روشنی میں یہ بھی خیال رکھنا چاہئے کہ ہمارے جانوروں کو جن چیزوں سے فطری سکون حاصل ہوتا ہو وہ بھی ان کو مہیا کی جائیں۔ مثلاً گدھا، تھک جانے کے بعد مٹی میں لوٹنے کا عادی ہے۔ اسی سے اس کی تازگی اور فطری تسکین وابستہ ہے تو اس کو کھلی مٹی میں چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی تسکین

حاصل کر لے۔ بھینس عموماً تالاب، نالے دریا میں نہانے کی عادی ہوتی ہے اور پورے پورے دن پانی میں رہتی ہے تو ان کو حسب سہولت ایسے مقام پر چھوڑ دیا جائے۔ پرندے ہیں، کبوتر، طوطے، دیگر چڑیاں انہیں اپنے گھونسلے بنانے کیلئے تنکوں کی ضرورت ہوتی ہے تو انہیں تنکے وغیرہ مہیا کئے جائیں تا کہ وہ اپنے فطری جذبہ کے تحت گھونسلہ بنا کر پر سکون زندگی گزار سکیں۔ یہ میری اپنی ذاتی گزارشات ہیں اس کے بارے میں فقہاء کی تصریحات موجود نہیں لیکن ان کے وضع کردہ اصولوں کے تحت یہ سب چیزیں داخل کی جاسکتی ہیں۔

اس طرح احمد ابراہیم نے لکھا ہے کہ دنبہ کی اون کو اس کی کھال کی جڑ سے نوچنا جائز نہیں کیونکہ اس میں اس کو تکلیف ہو گی۔ اسی طرح شہد کی مکھیوں کا مالک اس کے ذمہ ہے کہ جب چھتے سے شہد نکالے تو کچھ مقدار مکھیوں کیلئے چھتے میں رہنے دے، سارا شہد نہ نکالے اور جو ریشم کا کیڑا پالتا ہو تو اس کو بھی چاہئے کہ ریشم کے کیڑے کو شہتوت کے پتے کھلائے یا اس کو پتے کھانے کیلئے درخت پر چھوڑ دے تا کہ وہ بلاوجہ بھوکا رہ کر مر نہ جائے۔(۱۵)

اور جانور کے چہرے پر مارنا یا داغنا بھی حرام ہے سوائے اس کے کہ یہ داغنا کسی علاج کیلئے ہو اور چہرے پر نہ ہو تو گنجائش ہے۔(۱٦)

پرندوں کو قید کرنا

یہاں پر یہ بات بھی بہت اہم ہے کہ آیا آزاد جانور، پرندے قید کر کے رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ تو فقہاء کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کھانے پینے اور رہنے سہنے کا معقول بندوبست ہو تو اس وقت پرندوں کا پالنا جائز ہے۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

قال فی المجتبیٰ رامزاً: لابأس بحبس الطیور والدّجاج فی بیته، ولکن یعلفها وهو خیر من ارسالها فی السکك۔ (۱۷)

''پرندوں کو اور مرغیوں کو گھر میں قید کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن ان کو گھر میں دانہ پانی ڈال کر دینا بہتر ہے گلیوں میں چھوڑ دینے سے''

اس کے جواز کے استدلال کیلئے دار قطنی اور دیلمی کی اس روایت سے استدلال کیا ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

اتخذوا المقاصیص فانّها تلهی الجن عن صبیانکم۔ (۱۸)

”تم خوب صورت پرندوں کو رکھا کرو تاکہ جنات ان میں مشغول رہیں اور تمہارے بچوں کی طرف متوجہ نہ ہوں“

اوراس میں یہ بھی مذکور ہے کہ پرندے کو آزاد کرنے میں کوئی ثواب نہیں ہے۔

واما اعتاقھا فلیس فیہ ثواب۔ (۱۹)

اگر کوئی موذی جانور ہو تو اس کے بارے میں یہ حکم ہے کہ اس کو بھی بغیر تکلیف دیے مار دیا جائے۔

ولو کان الحیوان غیر معصوم الدّم کما اذا کان موذیاً وذالك للحدیث الصحیح ''اذا قتلتم فاحسنوا القتلة'' فیقتل ذالك الحیوان الموذی کالافاعی وغیرھا ولا یعذبہ'' (۲۰)

مفہوم اس کا یہ ہے کہ کسی بھی معصوم الدم وغیر معصوم الدم حیوان کو بھوکا پیاسا رکھ کر یا کسی طرح سے تڑپا تڑپا کر مارنا جائز نہیں۔ کیونکہ حدیث شریف میں حکم ہے کہ جب تم کسی چیز کو مارو تو اچھے طریقے سے مارو۔ یعنی بلاوجہ اس کو ایذا دینا پھر مارنا صحیح نہیں۔ جیسا کہ عموماً لوگ گرگٹ وغیرہ کے ساتھ ایذا دہی کا معاملہ کر کے مارتے ہیں تو یہ جائز نہیں۔

حوالہ جات

۱۔القرآن:۱۷:۸۸

۲۔القرآن:۶:۱۱

۳۔البخاری: محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ امام، سن ندارد، الجامع الصحیح البخاریؒ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ج۱، ص ۳۱۲

۴۔البخاری: امام محمد بن اسمٰعیل ابو عبداللہ امام، الجامع الصحیح البخاریؒ، ج۲، ص۸۸۸۔۸۸۹

۵۔احمد ابراہیم، ۱۳۴۹ھ، نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۴

۶۔احمد ابراہیم: نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۵

۷۔سیوطیؒ: حافظ جلال الدین، ۱۹۸۳ھ، تاریخ الخلفاء، کراچی، ڈیفنس اکیڈمی، ص ۱۳۱

۸۔سیوطیؒ: حافظ جلال الدین، ۱۹۸۳ھ، تاریخ الخلفاء، ص۱۲۴

۹۔احمد ابراہیم، نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۴۔۱۰۵

۱۰۔شیخ نظام و جماعۃ من علماء ھند، سن ندارد، فتاویٰ عالمگیری، کوئٹہ، مکتبہ رشیدیہ، ج۱، ص ۵۷۳

۱۱۔احمد ابراہیم: نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۵

۱۲۔الکاسانیؒ: امام علاؤالدین ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، کراچی ''ایچ۔ایم سعید کمپنی'' ص ۴۰، ج۴

۱۳۔احمد ابراہیم: نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۶

۱۴۔شیخ نظام و جماعۃ من علماء ھند، فتاویٰ عالمگیری، ج۱، ص ۵۷۳

۱۵۔احمد ابراہیم: نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۸

۱۶۔احمد ابراہیم: نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۸

۱۷۔شامیؒ: ابن عابدین، سن ندارد، ردالمحتار، کوئٹہ ''مکتبہ رشیدیہ'' ج۶، ص۴۰۱

۱۸۔شامیؒ: ابن عابدین، ردالمحتار، ج۶، ص۴۰۱

۱۹۔شامیؒ: ابن عابدین، ردالمحتار، ج۶، ص۴۰۱

۲۰۔احمد ابراہیم: نظام النفقات فی الشریعۃ الاسلامیہ، ص۱۰۸